قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 21 جنوری 2022ء | 17 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 21 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 18

ارشادِ باری تعالیٰ

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ

(آل عمران: 111)

ترجمہ: تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اس اعلان کے ساتھ کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بہترین امت کہلاتے ہو اس لئے کہ دوسروں تک تم نیکیوں کا پیغام پہنچاتے ہو اور ان کو برائیوں سے روکتے ہو اور دوسروں کے بارے میں بھی ہمیشہ نیک سوچ رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اچھے لوگ اس لئے ہو کہ صرف اپنے متعلق یا اپنے بیوی بچوں کے متعلق نہیں سوچتے یا اپنے خاندان کے متعلق یا اپنے قبیلے سے متعلق یا صرف اپنے ملک کے لوگوں کے متعلق نہیں سوچتے، بلکہ یہ سوچ رکھتے ہو کہ کوئی شخص چاہے وہ کسی خاندان کا ہو، کسی قبیلے کا ہو، کسی ملک کا ہو تم نے ہر ایک سے نیکی کرنی ہے اور ہر ایک کا دل جیتنا ہے اور یہ تم پر فرض ہے کہ اس دل جیتنے کے لئے کبھی کسی سے کسی قسم کی برائی نہیں کرنی، بلکہ تمہارے ہر عمل سے محبت ٹپکتی ہو اور یہ سب کام تم نے اس لئے کرنے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کے بغیر تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

(خطبہ جمعہ 6 مئی 2005ء خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 280)

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُم عَلَی بَیْعِ بَعْضٍ، وَکُونُوا عِبَادَاللّٰہِ إِخْوَاناً اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُہُ وَلَا یَخْذُلُہُ، وَلَا یَحْقِرُہُ

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ واحتقارہ۔)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور دھوکہ دینے کے لئے قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ ہی ایک دوسرے سے بے رُخی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ ہی اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

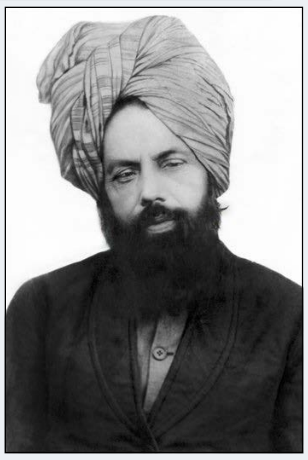

’’سنو اور منہ نہ پھیرو اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو نہ توڑو اور خدا کے لئے کھڑے ہوجاؤ اور سست مت بیٹھو اور کہا مانو اور سرکشی نہ کرو اور خدا کو یاد کرو اور غفلت چھوڑ دو اور سب مل کر خدا کی رسی کو پکڑلو اور فرقہ فرقہ نہ بنو اور اپنے نفسوں کو پاک کرو اور میلے کچیلے نہ رہو اور اپنے باطنوں کو پاک کرو اور آلودگی سے بچو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو اور صدقے دو اور بخیل نہ بنو اور آسمان پر چڑھنے کی کوشش کرو اور زمین کی طرف نہ جھکو اور ضعیفوں پر رحم کرو تا کہ تم پر بھی آسمان میں رحم کیا جائے اور خدا اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکموں اور فیصلوں اور پروانوں وغیرہ میں ان کی مخالفت نہ کرو اور ان کی رضا کے خلاف ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھو اور جب کوئی ان کی طرف سے کوئی حکم آوے تو حاضر ہوجاؤ اور ان کے بلانے پر ست اور ہار کھائے ہوئے نہ بنو۔ اور ان کے قانون کی خلاف ورزی نہ کرو اور ان کی توہین نہ کرو اور جب کوئی خدمت تمہیں سپرد کی جائے تو بہت جلد حکم مانو اور اس کے پورا کرنے کی سعی کرو خواہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی مانند عذر نہ تراشو اور خوب سمجھ لو کہ سلامتی حکموں کے قبول کرنے میں ہے اور ملامت نافرمانی اور جھگڑے میں ہے‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 233 تا 236 ایڈیشن 2019ء)

اس شمارہ میں

- کوئی مجھ کو بتلائے (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام (قسط 8)
- نُورِ خدا
- ارشاداتِ نور (قسط 3)

دربارِ خلافت

حفظ مراتب کے لحاظ سے صحابہ کے مقام کو دیکھنے کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس چاہے مسلمان ممالک کی بد امنی اور بے سکونی اپنے ملکوں میں ایک دوسرے پر ظلم کی وجہ سے ہو یا اسلام دشمن طاقتوں کے مسلمانوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ہو، اس کا حل اور قیامِ امن کا علاج اور مسلمانوں کے رعب کو دوبارہ قائم کرنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے اُس فرستادہ کے پاس ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق اور آپؐ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے مشن کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آپؑ کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو تمام صحابہ کے مقام پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں نے اگر اپنی اکائی منوانی ہے، اپنی ساخت کو قائم کرنا ہے، اسلام کو غیروں کے حملوں سے بچانا ہے، دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے تو پھر شیعہ سنّی کے فرق کو مٹانا ہو گا۔ آپس کے، فرقوں کے، گروہ بندیوں کے فرق کو مٹانا ہو گا۔ اُس اسلام کی تعلیم پر عمل کرنا ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے جس میں کوئی فرقہ نہیں تھا۔ جس میں ہر صحابی قربانی کی ایک مثال تھا۔ نیکی اور تقویٰ کا نمونہ تھا۔ ایسا ستارہ تھا جس سے روشنی اور رہنمائی ملتی تھی۔ لیکن بعض کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دوسروں سے بلند بھی تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کو اللہ تعالیٰ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بلندی دی ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا مقام ہے۔ حضرت عثمانؓ کا اور حضرت علیؓ کا مقام ہے۔ حضرت امام حسینؓ اور حسنؓ کا مقام ہے۔ یہ درجہ بدرجہ اسی طرح آتا ہے۔

پس حفظ مراتب کے لحاظ سے صحابہ کے مقام کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو گا تو ہر قسم کے فساد مٹ جائیں گے اور یہ سب فرق مٹانے کے لئے آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور ہر صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قرابت دار کا مقام ہمیں بتا کر اُن کی عزت و تکریم قائم فرمائی۔

آپؑ ''سر الخلافۃ'' میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ یہ عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ اردو میں یہ ہے کہ: ''مجھے علم دیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں بلند ترین شان اور اعلیٰ مقام رکھتے تھے اور بلا شبہ پہلے خلیفہ تھے اور آپ کے بارہ میں خلافت کی آیات نازل ہوئیں۔''

(سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 337)

پھر سر الخلافۃ کا ہی حوالہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ: ''بخدا آپ اسلام کے آدم ثانی اور خیر الانام کے مظہر اول تھے اور گو آپ نبی تو نہ تھے مگر آپ میں نبیوں اور رسولوں کی قوتیں موجود تھیں۔''

(سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 336)

پھر سر الخلافۃ میں ہی آپ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں سے سب سے زیادہ بہادر اور متقی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ پیارے ہیں اور فتحمند جرنیل ہیں اور سید الکائنات کی محبت میں فنا اور شروع سے ہی آپ کے غمگسار اور آپ کے کاموں میں آپؐ کے مددگار۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تنگی کے زمانے میں ان کے ذریعہ تسلّی دی اور اُنہیں صدّیق کے نام سے مخصوص کیا گیا۔ وہ نبی دو جہان کے مقرب بنے اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ کی خلعت سے نوازا اور اپنے خاص بندوں میں شامل کیا۔

(سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 339)

پھر ایک جگہ آپ ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفۂ اوّل نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہو کر لا نظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدّیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفۂ اوّل ہوئے۔ لکھا ہے کہ جب آپ تجارت سے واپس آئے تھے اور ابھی مکّہ میں نہ پہنچے تھے کہ راستہ میں ہی ایک شخص ملا۔ اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہارے دوست نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ابو بکرؓ نے وہیں کھڑے ہو کر کہا کہ اگر اُس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو سچا ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 365 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا اور آپ کمبل پہن لیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر اُنہیں کیا دیا۔ تمام عرب کا اُنہیں بادشاہ بنا دیا اور اُسی کے ہاتھ سے اسلام کو نئے سرے زندہ کیا اور مرتد عرب کو پھر فتح کر کے دکھا دیا۔ اور وہ کچھ دیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 286 ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 23/ نومبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

کوئی مجھ کو بتلائے

کوئی مجھ کو بتلائے
کون سے صحیفے میں
کس نے ایسا لکھا ہے
اختلافِ رائے پر
دوسرے مذاہب کے
پُرسکون لوگوں کی
زندگی کی مشعل کو
بے جواز فتووں سے
نفرتوں کی آندھی سے
یک بہ یک بُجھا ڈالو
دکھ کی انتہا یہ ہے
شر پسند عناصر نے
اپنے ہی اصولوں سے
دوسروں کے جیون کی
ڈور کاٹ ڈالی ہے
اس سے بڑھ کے دکھ ہے جو
جان کو جلاتا ہے
رحمتِ دوعالم کے نام پر
درندوں نے
بستیاں جلائی ہیں
زندگی کے میلے میں
مشعلیں بُجھائی ہیں
پیکرِ محبت نے
جنگ کی بھی حالت میں
سب نہتے لوگوں کو
جان کی اماں دی ہے
دوسرے مذاہب کے
معبد و کلیسا کو
امن کی زباں دی ہے
حیف ہے ہزاروں حیف
قوم سب ہے شرمندہ
ہائے ان درندوں نے
رحمتِ مجسم سے
نسبتیں جتا کر یوں
عہد کیسے توڑا ہے
ظلم کتنا توڑا ہے
اے خدا! ترے در پر
التجا یہ لایا ہوں
یا انہیں ہدایت دے
یا انہیں فنا کر دے

نجیب احمد فہیم

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

انداز نشست میں عمومیت

قسط 8

انبیاء علیہم السلام کے مزاج اور فطرت میں نمود ونمائش کی خواہش نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تبارک تعالیٰ کے آستانے پر جھکا رہنا پسند کرتے ہیں اور ایمان یہ ہوتا ہے کہ تمام تر عزت وعظمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ وہ اہل دُنیا کی مدح و ثنا کو بےحقیقت سمجھتے ہیں۔حقیقی تعریف وہ ہوتی ہے جو اللہ پاک کے دربار سے ملے۔ وہ فنا فی اللہ ہوتے ہیں ہوائے نفس قریب بھی نہیں آتی۔ ذات ’نفسانیت‘ انانیّت کو کچل کرہی دربارِ الٰہی میں رسائی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عزت ملتی ہے وہ آسمان اور زمین کی وسعتوں پر حاوی اور لازوال ہوتی ہے۔ انبیائے کرام ایک ہی منبع نور سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ آنحضورؐ سراج منیر ہیں اور بدرمنیر آپ کے انوارمنعکس کرتا ہے۔ اسی لئے دونوں کی ادائیں مماثل ہیں۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

حضرت صوفی عبدالرزاق کاشانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے:

’’تمام انبیائے گزشتہ علوم و معارف میں امام موعودؑ کے تابع ہوں گے اس لئے کہ امام موعودؑ کا باطن دراصل محمد مصطفیٰؐ کا باطن ہے‘‘

آنحضورؐ کی سیرت وسوانح کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اپنے لئے کوئی خصوصی اہتمام پسند نہ فرماتے۔

’’آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو پہلے مدینہ کی نواحی بستی قباء میں قیام فرمایا۔ مدینہ کے لوگ فرطِ اشتیاق سے جوق در جوق آپؐ کے دیدار کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے آپ کو پہلے دیکھا نہیں ہوا تھا۔محفل میں سردار دو جہاںؐ کے لئے کوئی مخصوص شاندار نشست اور کوئی معیّن ترتیب نہیں تھی۔حضرت ابو بکرؓ عمر میں آپؐ سے چھوٹے ہونے کے باوجود بال سفید ہونے کی وجہ سے نسبتاًبڑے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کو ہی رسول اللہؐ سمجھتے رہے۔سورج بلند ہوا دھوپ نکلی تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی چادر سے آنحضورؐ پر سایہ کیا۔‘‘

(بخاری باب الھجرت)

تعظیم کے اس انداز سے لوگوں کی غلط فہمی دور ہوئی۔

آپؐ نے کبھی بھی اپنے لیے کوئی امتیازی نشان، وضع قطع، لباس اور نشست پسند نہیں فرمائی حتیٰ کہ ایک محفل میں داخل ہونے پر احتراماً کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا۔

’’میرے لیے اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں‘‘

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذالك)

آپؐ نے فرمایا یہ تو ایرانیوں کا رواج ہے میں بادشاہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے

(تفسیر کبیر جلد 20صفحہ 348)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح میں بھی اپنی ذات کے لئے کوئی امتیاز نہیں ملتا۔

جب سے یہ نور ملا نور پیمبرؐ سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

نشست کے انداز میں عمومیت کا ایک واقعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ڈیرہ بابانانک کے دورے میں پیش آیا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ کی تحریر ملاحظہ کیجئے:

’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع چند خدام کے بابا صاحب کا چولہ دیکھنے کے لئے ڈیرہ بابانانک تشریف لے گئے تو وہاں ایک بڑ کے درخت کے نیچے کچھ کپڑے بچھا کر جماعت کے لوگ مع حضورؑ کے بیٹھ گئے مولوی محمد احسن صاحب بھی ہمراہ تھے۔ گاؤں کے لوگ حضورؑ کی آمد کی خبرسن کروہاں جمع ہونے لگے تو ان میں سے چند آدمی جو پہلے آئے تھے مولوی محمد احسن سے مصافحہ کر کر کے بیٹھتے گئے تین چار آدمیوں کے مصافحہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ ان کو دھوکا ہوا ہے اس کے بعد مولوی محمد احسن صاحب ہر ایسے شخص کو جو ان سے مصافحہ کرتا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرف متوجہ کردیتے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ یہ ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات آنحضورؐ کی مجلس میں بھی ایسا دھوکا لگ جاتا تھا دراصل چونکہ انبیاء کی مجلس بالکل سادہ اور ہرقسم کے تکلفات سے پاک ہوتی ہے اور سب لوگ محبت کے ساتھ باہم ملے جلے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور نبی کے لئے کوئی خاص شان یا مسند وغیرہ کی صورت نہیں ہوتی اس لئے اجنبی آدمی بعض اوقات عارضی طور پر دھوکا کھا جاتا ہے

دروازے پر دربان ’نہ پہلے سے وقت لینے اور داخلے کے لئے اجازت کی ضرورت نہ کوئی مخصوص نشست اللہ والوں کی سادگی کا انداز دیکھئے

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’کرنل الطاف علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں حضورؑ سے تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا تم اندر چلے جاؤ باہر سے ہم کسی کو اندر نہیں جانے دیں گے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ کرنل صاحب اندر چلے گئے اور آدھے گھنٹے بعد جب باہر آئے تو چشم پر آب تھے۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ جب میں اندر گیا تو حضرت صاحب اپنے خیال میں ایک بوریئے پر بیٹھے تھے مگر بوریئے پر حضور کا ایک گھٹنا ہی تھا باقی زمین پر بیٹھے تھے میں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں تو حضور نے سمجھا کہ غالباً میں (یعنی کرنل صاحب) بوریئے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا اس لئے حضورؑ نے اپنا صافہ بوریئے پر بچھا دیا اور فرمایا ’آپ یہاں بیٹھیں‘ یہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل آئے میں نے عرض کی کہ اگرچہ میں ولایت میں بپتسمہ لے چکا ہوں مگر اتنا بھی بے ایمان نہیں ہوں کہ حضورؑ کے صافہ پر بیٹھ جاؤں۔حضورؑ فرمانے لگے کوئی مضائقہ نہیں آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں میں صافہ ہٹا کر بوریئے پر بیٹھ گیا اور اپنا حال سنانے لگا کہ میں شراب پیتا ہوں اور دیگر گناہ بھی کرتا ہوں لیکن میں آپ کے سامنے اس وقت عیسائیت سے توبہ کرکے احمدی ہوتا ہوں‘‘

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 29۔ اپریل تا 5 مئی 2005)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

خلیفہ کون ہوتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

’’جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔ مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72 - 73)

مقصود احمد علوی۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی

نُورِ خدا

انبیاء اور رُسل آسمانِ روحانی کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے منوّر، صفات الٰہیہ کے سمندر میں غوطہ زن اور اِن کے مظہر ہوتے ہیں۔ اَخلاقی و روحانی اَقدار کے اعلیٰ ترین معیاروں کے حامل یہ مامورین من اللہ مخلوقِ خدا سے ماں سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں اور موہبتِ الٰہی سے عطا کردہ قوّت قدسیہ اور قوّتِ افاضہ سے اپنی قوم کا تزکیہ کرتے اور اُنہیں فیض یاب کرتے ہیں۔ اِن کے اِخلاص و وفا میں کسی قسم کی کوئی ملونی نہیں ہوتی اور اِن کے قلوب صاف و شفّاف آئینے کی طرح ہوتے ہیں۔ فنا فی اللہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کمال درجہ کے انہماک سے اِس حد تک مخمور رہتے ہیں کہ بسا اوقات ظاہری دنیاوی امور کی پابندی سے بھی مستغنی نظر آتے ہیں۔ اُن سے اللہ تعالیٰ کثرت سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُس کا نورانی کلام وحی و الہام کی صورت میں موسلا دھار بارش کی طرح اُن پر نازل ہوتا اور اُنہیں سَر تا پا منوّر کر جاتا ہے۔ وحی الٰہی کا یہ نور اُنکے چہروں پر برستا ہے جو اُنہیں پوری دنیا میں ممتاز کر دیتا ہے اور دنیا میں کوئی دوسرا انسان ایسا نہیں ہوتا جس کا اُن جیسا نورانی چہرہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اِس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق مسیح اور مہدی، امام الزمان اور امتی نبی کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرکے اور آپ کے حالات جان کر بغیر کسی شک و شبہ کے ایک غیر جانبدار، خدا کا خوف رکھنے والا اور شریف النفس انسان اِسی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ آپ اپنے دعوے میں صادق تھے اور ایک سچے نبی اللہ کی تمام علامات آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ کے چہرے پر برسنے والا خدائی نور آپ کے صدق پر مہر تصدیق ثبت کرتا تھا۔ ایسے بیشمار واقعات تاریخ احمدیت کا حصہ ہیں کہ لوگ آپ کے پاس آتے اور آپ کا چہرہ دیکھتے ہی آپ کے قدموں میں سر رکھ دیتے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہو جاتے یہاں تک کہ بعض شدید مخالفین جو بد ارادے سے قادیان آئے لیکن آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے ہی آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی آپ علیہ السلام سے پہلی ملاقات کا ذکر حیاتِ نور مصنفہ عبد القادر (سوداگرمل) میں درج ہے کہ کس طرح آپ ملاقات کی غرض سے قادیان پہنچے اور یکہ بان نے گلی میں بیٹھے مرزا امام دین صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ مرزا صاحب بیٹھے ہیں اور اُنہیں دیکھ کر آپ کے دل میں سخت انقباض پیدا ہوا اور آپ اُسی وقت واپس جانے کیلئے تیار ہو گئے لیکن جلد ہی یہ غلط فہمی دور ہو گئی کہ وہ مرزا صاحب جن کو آپ ملنے آئے تھے وہ اور ہیں اور پھر آپ کو حضور علیہ السلام کا پیغام ملا کہ نمازِ عصر کے وقت آپ ملاقات کریں۔ اِس پر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور بیٹھے انتظار کرنے لگے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسجد میں تشریف لانے پر اپنی دلی کیفیت کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ یوں بیان فرماتے ہیں: ’’چنانچہ آپ اُس وقت سیڑھیوں سے اُترے تو مَیں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ یہی مرزا ہے اور اِس پر مَیں سارا ہی قربان ہو جاؤں۔‘‘

(حیاتِ نور مصنفہ عبد القادر (سوداگرمل) مطبوعہ 2003 صفحہ 116)

تاریخ گواہ ہے کہ آپ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سارے ہی قربان ہو گئے۔

اِس مختصر مضمون میں امام الزمان حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ و مطہر اور نورانی زندگی کا ایک منفرد پہلو خود آپ کی ہی تحریرات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ پہلو آپ علیہ السلام کے دعویٰ کے حوالے سے آپ کے مقام و مرتبہ سے ہٹ کر صرف آپ کے نورانی وجود کا ہے۔ یہ پہلو آپ کے اپنے پیدا کرنے والے کی گود میں پرورش پانے، آپ کے خدا کی روح سے لوگوں سے کلام کرنے، آپ کے چہرہ مبارک پر عشقِ الٰہی کے برسنے اور آپ کے خدا کا نور ہونے کے حوالے سے ہے۔ اِس سے لطف اندوز ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اسے آپ کے ساتھ محبت اور عقیدت اور آپ کی روحانی اور نورانی کیفیات میں ڈوب کر پڑھا جائے۔

یہ کوئی ذوقی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ ایک صاحبِ فراست اور متقی شخص کا دل آپ علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور دل حسرت کے جذبات سے بھر جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ کاش ہم بھی آپ کے وقت میں ہوتے اور خدا کے اِس نور کو دیکھتے، آپ کو چھوتے، ہاتھ ملاتے اور آپ سے فیضیاب ہوتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج اِس دنیا میں اِس طرح کا عشقِ الٰہی اور نورِ الٰہی سے مزیّن کسی اور انسان کا چہرہ نہیں۔ چہرہ شناس تو دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ کسی نبی کی تصویر ہے۔

اِس زاویۂ نگاہ سے آپ علیہ السلام کی چند تحریرات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔ آپ اپنی اِس روحانی اور نورانی کیفیت کو جس انداز اور جن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں دنیا کا کوئی انسان اِس طرح بیان نہیں کر سکتا اور نہ اپنے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنے کی جرأت کرسکتا ہے سوائے اُس کے جو حقیقت میں تعلق باللہ کے اِس مقام پر فائز ہو۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19، مطبوعہ 2009 صفحہ 61)

’’اِس تاریکی کے زمانے کا نور مَیں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 مطبوعہ 2009 صفحہ 13)

’’مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔‘‘

(سراجِ منیر، روحانی خزائن جلد 12 مطبوعہ 2009 صفحہ 41)

’’مَیں حضرتِ قُدس کا باغ ہوں۔ جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے گا۔ مخالف روسیاہ ہو گا اور منکر شرمسار۔‘‘

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 مطبوعہ 2009 صفحہ 397)

’’اِس لئے مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 مطبوعہ صفحہ 402)

’’دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ مَیں دنیا میں سے نہیں ہوں مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لے گا مگر وہ شخص جو وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اِس زمانہ کا حصنِ حصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 مطبوعہ 2009 صفحہ 34)

خاکسار کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ دوست ہیں جو پاکستان میں سکول ٹیچر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وقفے کے دوران سکول کے ٹیچرز ایک جگہ بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں ایک صاحب اُنہیں کہنے لگے کہ سنا ہے آپ کے مرزا صاحب بھی شاعری کا شوق فرمایا کرتے تھے۔ یہ احمدی دوست کہتے ہیں کہ مَیں نے اُنہیں کہا کہ مَیں ایک شعر پڑھتا ہوں آپ ذرا اِسے دیکھیں اور اِنہوں نے حضور علیہ السلام کا یہ شعر پڑھا:

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

کہتے ہیں کہ جب وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے تو عین اُس وقت ایک اور ٹیچر بھی وہاں آگئے اور شعر سنتے ہی اُن پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور کہنے لگے کہ پھر پڑھیں۔ جب اِنہوں نے دوبارہ پڑھا تو وہ سرور کی کیفیت سے سرشار پوچھنے لگے کہ یہ کِن کا کلام ہے۔ جب اِنہوں نے بتایا تو کہنے لگے کہ یہ مرزا صاحب کا ہی مقام ہے کہ ایسی بات کریں ورنہ کوئی عام شاعر یہ الفاظ کہہ ہی نہیں سکتا کہ نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں۔

اب خاکسار آپ علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے اِسی مضمون کے چند اشعار بھی پیش کرتا ہے:

ابتدا سے تیرے ہی سائے میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیرخوار
مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ رب العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اِس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
سَر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اُس کے ہوئے ہم جاں نثار
مَیں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

آخر پر آپ علیہ السلام کا ایک فارسی شعر پیش کیا جاتا ہے جس میں حضور علیہ السلام کے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰؐ سے عشق کی کیفیت کا اظہار ہے کہ جب عشق و محبت کے اِس سمندر میں جوش آتا ہے اور تلاطم کی صورت پیدا ہوتی ہے تو پھر کوئی چیز اُس کے آگے ٹھہر نہیں سکتی۔ عشق کے اِس تلاطم کی کیفیت میں ڈوب کر اِس شعر کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد
یک طرف اے ہمدمانِ خام از گرد و جوار

یعنی رسولِ پاکؐ کے عشق کی آگ میرے سانس سے بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ اے خام طبع رفیقو! میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اِس زمانے کے نورِ خدا سے وابستہ رکھے اور اِس سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرسلہ : فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور
قسط 3

تاثیر قرآنی اور محبت الٰہی کے حصول کی دو صفات

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ(الحشر:22) ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔

جب جمادات پر اس کی یہ تاثیر ہے تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں جو اس کی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسرے اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔

اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جاوے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔

اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر مُّتَصَدِّعًا ہو جاتا ہے اینٹ اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو گندگی اور الٰہی ناراض مندی کا موجب تھے سب ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اللہ تعالیٰ کے لیے رہ جائیں۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 201-200)

مومن کو خوف و حزن نہیں ہوتا

ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرہ چودہ برس سے تم یہاں رہتے ہو کبھی کسی وقت تم نے مجھے غمگین اور پریشان گھبراہٹ میں دیکھا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا۔ مومن لَا خَوْفٌ وَلَا يَحْزَنُ ہوتا ہے۔ ہم ایک دفعہ گوالیار کی طرف گئے وہاں ایک گروہ کے پاس بیٹھے وہ کچھ دعا کرنے لگے کسی نے ان میں سے پڑھا۔

نہ کر عوض میرے عصیان و جرم بیجد کا
کہ تیری ذات غفور رحیم کہتے ہیں
کہیں نہ کہہ دے عدو دیکھ کر مجھے غمگین
یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

اس آخری شعر نے ہمیں بہت ہی فائدہ پہنچایا۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 210-209)

علم الرؤیا

فرمایا۔علم الرؤیا بھی ایک بڑا عجیب علم ہے اللہ تعالیٰ ہی جسے اس کی سمجھ دے۔قرآن مجید میں نبی کی خواب کا بھی ذکر ہے، کافر کی خواب کا بھی، فاسق و فاجر کی خواب کا بھی۔غرض ہر قسم کے آدمیوں کی خواب کا ذکر ہے تا معلوم ہوتا رہے کہ یہ علم بہت ہی باریک اور عجیب در عجیب ہے۔ آج کل کے پڑھے ہوئے اسے محض خیال قرار دیتے ہیں۔مگر وہ غلطی پر ہیں۔

افسوس کہ مسلمانوں نے اب اس کی طرف توجہ کم کر دی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اپنے خوابوں کے متعلق یادداشت رکھیں اور جو رؤیا ان کے سچے نکلیں وہ جمع کرتے جائیں تا کہ عجائبات قدرت کا علم ہو۔

1. رؤیا کبھی تو بعینہٖ ویسے ہی پوری ہوتی ہے۔ جیسے اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا (یوسف:37) چنانچہ وہ اسی خدمت پر مامور ہوا۔
2. یا آدھی ویسے ہی اور آدھی دوسرے رنگ میں جیسے اس نے دیکھا کہ میرے سر سے روٹیاں پرندے کھاتے ہیں۔ اس کا سر ہی روٹیاں بن گیا۔
3. کبھی صرف نمونہ کے طور پر ایک چیز دکھائی جاتی ہے جیسے کئی سال کے قحط کا نظارہ خشک بالیوں میں دکھایا گیا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 245-244)

احسن القصص سے کیا مراد ہے

فرمایا۔ لوگوں نے غلطی سے احسن القصص کے معنی بہتر سے بہتر قصہ کئے ہیں۔قرآن مجید میں ہرگز قصے نہیں۔ اساطیر الاولین تو کفار کا قول ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوسف کا قصہ ہی سب سے اچھا قصہ ہے۔ خلاصہ سورہ تو یہی ہے۔ (1) بھائیوں نے آپ سے دشمنی کی۔ (2) اس کی وجہ والد کی محبت تھی۔ (3) آخر اپنے بھائیوں پر غالب آئے معاف کر دیا۔ (4) ایک عورت کی ناجائز درخواست کی پرواہ نہ کی۔

حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و نبی کریمؐ کے حالات اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔ (1) بجائے چند گنتی کے بھائیوں کے سارا جہان دشمن۔ (2) اس کی وجہ کسی کی محبت نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا جوش۔ نبی کریمؐ کے آگے قوم نے خود کئی حسین عورتیں پیش کیں۔ مگر آپ نے خدا کے مقابلہ میں ان کی پرواہ نہ کی۔ پھر صرف بھائیوں پر نہیں بلکہ سارے عرب پر غالب آئے اور ان کو معاف کر دیا۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 246-245)

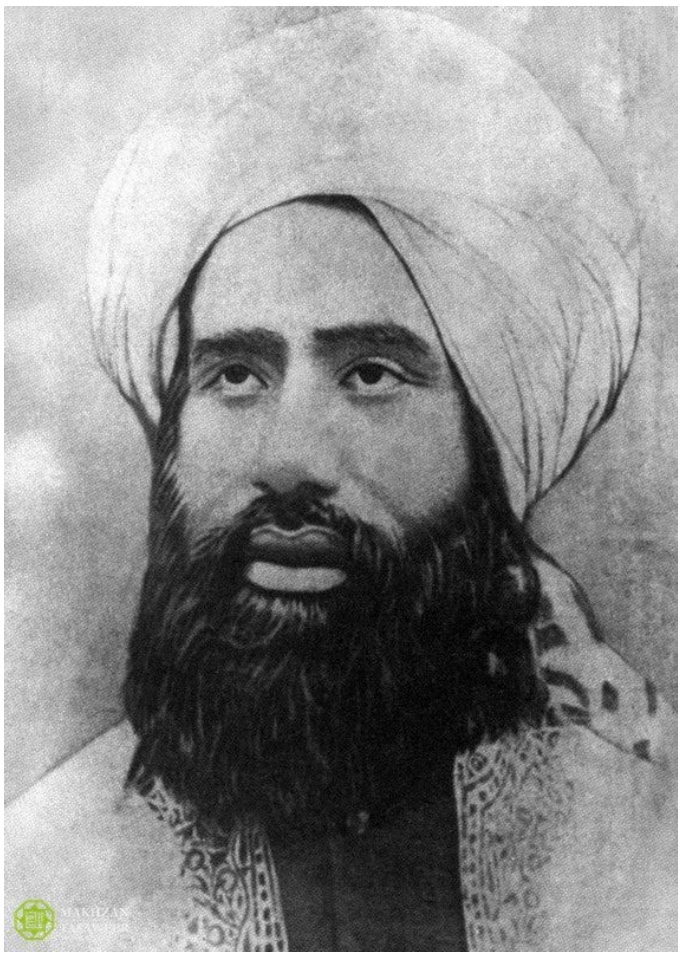

امر بالمعروف

فرمایا۔مسلمانوں پر ادبار اسی وقت سے آیا ہے جب سے انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر چھوڑ دیا ہے۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملانوں کا کام ہے اور ہم کسی کو امر بالمعروف کریں تو ہماری پوزیشن میں فرق آتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک عظیم الشان کام ہے کہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اسے کیا۔قرآن مجید پڑھ کے دیکھ لو امر بالمعروف نہی عن المنکر ہی ہے۔ اور امت محمدیہ کا تو فرض منصبی ہی یہی ہے چنانچہ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:111)۔ (2) پھر جو امر بالمعروف ہو وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب دوسروں کو نصیحت کرے گا اسے شرم آئے گی کہ میں دوسروں کو کہتا ہوں خود نہیں کرتا۔ (3) اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

(ترمذی کتاب العلم۔ باب الدال علی الخیر کفاعلہ)

اس کے کہنے سے جو کوئی نیک کام کرے گا اس کام کا ثواب اسے بھی ملے گا۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 246)

مومن کی تین خوشیاں

فرمایا۔فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ مومن کو تین خوشیاں ہیں، جب اسے کوئی مصیبت پہنچے۔ (1) ایک تو یہ کہ عذاب دنیا ہی میں ملے گا اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی شدید ہے۔ (2) عذاب تبدیلی بھی ہوتا ہے یعنی مرتد ہو جاوے۔ شکر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ (3) پھر عذاب کے کئی مراتب ہیں۔ شکر ہے کہ ادنیٰ پر کفایت ہوئی۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 276)

درثمین خان

قرآن کریم کی ایک عظیم پیشگوئی
فرعون کی لاش کا ملنا

تاریخی حقائق کی ایک جھلک

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَفِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴﴾

(القصص:4)

ترجمہ: سناتے ہیں ہم تمہیں کچھ حالات موسیٰؑ اور فرعون کے بالکل ٹھیک ٹھیک، ایسے لوگوں کے فائدے کے لئے جو ایمان لائیں

ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ مُّوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۠ئِہٖ فَظَلَمُوۡا بِہَا ۚ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۰۴﴾

(الاعراف:104)

ترجمہ: پھر بھیجا ہم نے اُن کے بعد موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے پاس فرعون اور اُس کے سرداروں کے مگر انہوں نے (نہ مان کر) ناانصافی کی اُن نشانیوں کے ساتھ۔ پس دیکھو کیا ہوا انجام فساد مچانے والوں کا۔

فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۳﴾

(یونس:93)

ترجمہ: سو آج ہم بچالیں گے تیرے جسم کو تا کہ بن جائے تُو اُن لوگوں کے لئے جو تیرے بعد ہوں گے، نشان عبرت۔ اور اگرچہ اکثریت انسانوں کی ہماری نشانیوں سے غفلت برتتی ہے

فرعون جس نے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کی رسالت کا انکار کیا تھا اور آج سے تقریباً تین ہزار سال قبل اس دنیا سے گزر چکا ہے۔ فرعون کی موت کے 1500 سال سے زائد عرصہ کے بعد قرآن پاک نے یہ پیشگوئی کی کہ فرعون کے جسم کو بچا لیا گیا ہے۔ 19ویں صدی میں قرآن کریم کی اس پیشگوئی کی تصدیق ہوگئی جبکہ فرعون کی ممی دریافت ہوئی۔

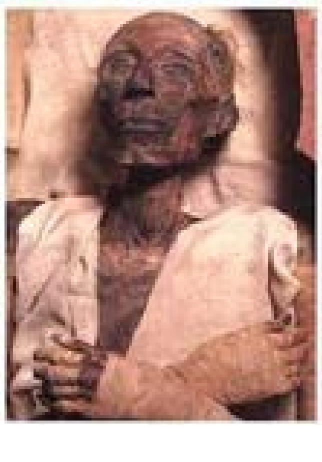

رعمیس II

منفتاح

یہود و نصاریٰ کی تاریخ سے تعلق رکھنے والے متعدد واقعات ہیں جن کا ذکر عہد نامہ قدیم، عہد نامہ جدید اور قرآن کریم میں ملتا ہے۔ خروج کا واقعہ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا بین ثبوت ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے مصر سے خروج اور ان کا تعاقب کرنے والے فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کے انجام کا واقعہ یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کے لئے یکساں اہمیت کا حامل ہے۔

خروج

Dr. Maurice Baueaile خروج کے بارے میں اپنی کتاب ''The Bible the Quran & the Science'' میں یہ جائزہ لیتے ہوئے کہ حضرت موسیٰؑ کو ایک فرعون یا دو مختلف فرعونوں سے اپنی زندگی میں واسطہ پڑا تحریر کرتا ہے ''یہ مفروضہ'' جو کہ بائبل سے شروع ہوتا ہے قرآن کریم میں موجود معلومات سے مکمل ہوتا ہے۔ جدید معلومات جو کہ ان دونوں مقدس کتب میں ہے، بائبل اور قرآن میں موجود ہیں۔

بائبل میں اس واقعہ کے بارے میں بیان

''اور پانی پلٹ کر آیا اور اس نے رتھوں اور سواروں اور فرعون کے سارے لشکر کو جو اسرائیلیوں کا پیچھا کرتا ہوا سمندر میں گیا تھا غرق کر دیا اور ایک بھی ان سے باقی نہ چھوٹا۔ پر بنی اسرائیل سمندر کے بیچ میں سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے۔''

(بائبل خروج 14: 29-30)

بائبل کا بیان اگرچہ تاریخ کو محفوظ تو کرتا ہے لیکن قرآن کریم کے مقابلہ میں بالکل سطحی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے ایک ماننے والے نے جو کچھ دیکھا اور محفوظ کیا وہ بس اتنا ہے کہ فرعون اور اس لشکر پہاڑوں جیسی دو بلند لہروں میں غرق ہوگیا۔ غرق ہونے سے پہلے فرعون پر کیا گزری؟ ڈوبتے وقت اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کیا بات ہوئی؟ بائبل صرف اتنا بتاتی ہے کہ وہ سب ڈوب گئے۔

قرآن کریم میں خروج کے واقعہ کا ذکر

قرآن کریم میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔

وَجٰوَزۡنَا بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَہُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُہٗ بَغۡیًا وَّعَدۡوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَہُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۱﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۲﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۳﴾

(یونس: 91 - 93)

ترجمہ: اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر پار اتار لائے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے بغاوت اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ جب اسے غرقابی نے آلیا تو اس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں (بھی) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ کیا اب (ایمان لایا ہے)! جبکہ اس سے پہلے تو نافرمانی سے کام لیتا رہا اور تو مفسدوں میں سے تھا۔ پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تا کہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک عبرت بن جائے۔ حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے اکثر یقیناً ہمارے نشانات سے بالکل غافل ہیں۔۔

یہاں یہ امر توجہ طلب ہے کہ قرآنی بیان کے برعکس بائبل میں فرعون کی جسمانی نجات کے امکان کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ کیونکہ بائبل کے مطابق ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ چنانچہ قرآن کریم سے پہلے کسی انسانی تاریخ میں اس بات کا ذکر نہیں ملتا فرعون کے جسم کو اس لئے بچایا گیا تا کہ وہ آئندہ نسلوں کے لئے باعث عبرت ہو۔

نزول قرآن کے وقت فراعین مصر کے مقابر صحرا کی ریت کی تہوں میں مدفون تھے۔ تو اس زمانہ کے لوگوں کو ممی بنانے کا علم نہیں تھا اور خصوصاً عرب تو اس سے بالکل ہی نابلد تھے۔ کسی بھی مذہبی یا غیر مذہبی کتاب یا روایت میں فرعون کی جسمانی نجات کا اشارہ تک نہیں ملتا۔ کجا یہ ذکر کہ اس کا جسم بعد میں بھی محفوظ رہا۔

حضرت موسیٰ اور فرعون کے مقابلے کا نشان تین زمانوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ اس واقعہ کو آج سے تقریباً 3300 سال گزر چکے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اپنے خطبہ جمعہ 03 ستمبر 1988 میں فرماتے ہیں

''قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کے اس نشان کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ جب فرعون اپنے لشکریوں کے ساتھ غرق ہونے لگا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی کہ اب میں موسیٰ اور ہارون اور اُن کے خدا پر ایمان لاتا ہوں اس لئے تو مجھے بچالے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا اب یہ کوئی وقت ہے بچنے کا اور اس جواب میں بہت ہی گہری حکمت ہے۔

اس کے ساتھ ہی قرآن پاک میں فرمایا ہاں ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے۔ ایک طرف یہ کہنا کہ یہ کون سا وقت ہے بچانے کا اور پھر اچانک یہ کہہ دینا کہ ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے۔ اس میں بہت گہری حکمت ہے۔ مراد یہ کہ جب تیری روح کی نجات کا وقت تھا جب تیری روح کو خطرہ تھا اُس وقت تو تو ایمان نہیں لایا اب بدن کو خطرہ پیدا ہوا ہے تو ایمان لاتا ہے ہاں تیرے بدن کو نجات دیں گے اور محض ایک طعن کے رنگ میں نہیں بلکہ اس غرض سے کہ یہ آئندہ نسلوں کے لئے ایک عبرت کا نشان بن جائے۔ یہ ہے وہ مکمل جواب دراصل جو چھوٹے سے جواب میں مضمر ہے۔۔۔۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 03 ستمبر 1988)

چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ اسی صدی کے آغاز میں مصر کے ایک گورنر کو جب یہ معلوم ہوا کہ باوجود اس کے کہ پرانے مقابر سارے لوٹے جا چکے ہیں اچانک مصر میں کچھ ایسے ازمنہ قدیم کے نشانات بکنے شروع ہوئے ہیں جن کے اُس وقت مصر کے بازروں میں بکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی چنانچہ اُس گورنر نے جب تحقیق کا حکم دیا تو پتا لگا کہ واقعی وہ شاہی نشانات ہیں اور یقینی طور پر فراعین مصر سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ بادشاہوں کے وہ مقابر جو سب معلوم تھے وہ خالی پڑے ہوئے تھے چیزیں لوٹی جا چکی تھیں۔ جو سامان حکومتوں کے ہاتھ آیا وہ پہلے ہی عجائب گھروں

کی زینت بن چکا تھا۔ اس لئے اُس کو بہت تعجب ہوا اور اُس نے تحقیق شروع کروائی تو پتا لگا کہ عبدالرسول ایک خاندان ہے جو یہ کاروبار کر رہا ہے۔ چنانچہ دباؤ کے نتیجے میں، بار بار کی پرسش کے نتیجے میں، کچھ عرب دستور کے مطابق اُن میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر اُس کے تلوں پر انہوں نے سانٹے لگائے تو آخر میں وہ بول پڑا۔ اُس نے بتایا آؤ میں تمہیں لے کر جاتا ہوں۔ اس جگہ جو بادشاہوں کا مقبرہ یا مقابر کہلاتے تھے سے ایک میل دور ایک اور مقبرہ بھی ہے جس کا کسی کو کچھ پتا نہیں تھا اور اُس میں یہ ساری چیزیں محفوظ پڑی ہیں اور وہاں پرانے بادشاہوں کی لاشیں بھی ہیں اُس کو ہم نے اس لئے ہاتھ نہیں لگایا کہ ہم پکڑے جاتے۔ چنانچہ جب ایک مہم وہاں گئی اور محقق جو پرانی زبان پڑھ سکتا تھا اُس نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کی کہ یہ قطعی طور پر پرانے فراعین کی لاشیں ہیں۔ اُس کے کچھ دیر کے بعد ایک اور مقبرہ بھی وہیں قریب ہی دریافت ہوا جہاں 31 فراعین کی لاشیں ملیں۔ اُن لاشوں میں منفتاح کی لاش بھی تھی اور اُس کے دادا کی لاش بھی تھی اور اُس کے والد کی بھی اور کئی اہم فراعین کی لاشیں وہاں موجود تھیں۔ چنانچہ محققین بڑی حیرت سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ واقعہ جب معلوم ہوا تو تمام محققین دم بخود رہ گئے۔ اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ لاشیں جو تین ہزار سال سے گم رہیں وہ اچانک دریافت ہوں گی اور بالکل صحیح حالت میں جس طرح ممی کی گئی تھیں اُسی طرح پڑی ہوئی وہاں ملیں گی۔ چنانچہ اس پر مزید تحقیقات ہوتی رہی اور پتا لگا کہ مختلف وقتوں میں اُس زمانے میں بھی چونکہ چوریاں شروع ہوگئی تھیں۔ اس لئے اُس زمانے میں بھی چور اُچکے مال و دولت کے لالچ میں بار بار حملے کر کے وہ قیمتی چیزیں چرا لیا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ کے تقریباً تین سو سال کے درمیان کے عرصہ میں مصر کے پادریوں نے یہ فیصلہ کیا (یا مہنتوں اور پنڈتوں نے جو بھی آپ اُن کا نام دیں) کہ ان بادشاہوں کی حفاظت کی خاطر انہیں کسی مخفی جگہ پر منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ دوسرا ساز و سامان سب وہیں رہنے دیا گیا اور بادشاہوں کی لاشوں کو حفاظت کے ساتھ دو مقبروں میں دفنا دیا گیا جس کا راز تین ہزار سال کے بعد معلوم ہوا ہے۔ پس قرآن کریم کا یہ معجزہ کوئی معمولی معجزہ نہیں ہے اور حیرت انگیز معجزہ ہے۔

قرآن کریم کا یہ بیان اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ یہ نہ صرف بعض گزشتہ واقعات کا انکشاف کرتا ہے جو اس وقت تک دنیا کو معلوم نہ تھے بلکہ وہ یہ پیشگوئی بھی کرتا ہے کہ مستقبل بھی اب بیانات کی تصدیق کرے گا۔ اس وقت اس بات کا تصور بھی محال تھا کہ بائبل کے بیان کردہ حالات کی رو سے غرق ہونے کے بعد فرعون کا جسم بچا لیا گیا ہو۔ لیکن بفرض محال اگر اسے بچا بھی لیا جاتا تو بھی ممی کا ذکر بجائے خود ایک عجوبہ سے کم نہ ہوتا۔ بایں ہمہ قرآن کریم بعینہٖ یہی دعویٰ کرتا ہے۔ نزول قرآن کے زمانہ میں کوئی آدمی ایسا بیان دینے کے بارہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا جو اس وقت کے موجود تاریخی شواہد کے اتنا برعکس ہوتا۔ اس وقت ان لوگوں کا یہی خیال تھا کہ فرعون کو سمندر نے ہمیشہ کے لئے نگل لیا تھا حتیٰ کہ ان مقابر میں چوری کی نیت سے داخل ہونے والوں کے ذہن میں یہ شائبہ تک نہ تھا کہ ’’ویلی آف کنگز‘‘ (valley of kings) یعنی ’’بادشاہوں کی وادی‘‘ میں فراعین مدفون ہیں۔ اگر قرآن کریم رسول کریم ﷺ کی اختراع ہوتا تو انہیں اس قسم کا عجیب بیان دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اول تو یہ کہ ایسا بیان تو ویسے ہی ایک بالکل بے سود بات تھی بلکہ اس سے تو بجائے فائدہ کے نقصان کا احتمال تھا کیونکہ اگر کوئی اسے چیلنج کر دیتا تو رسول کریم ﷺ کے پاس اس موقف کے دفاع میں ان دنوں کوئی شہادت موجود نہ ہوتی۔ اس کا تو صرف ایک ہی نتیجہ نکل سکتا تھا یعنی کہ قرآن کریم کی صداقت مشتبہ ہو جاتی۔

نزول قرآن سے کئی صدیاں بعد زمین نے اپنے بھید کھولنا شروع کئے اور اب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے منسوب تمام فراعین کی حنوط شدہ لاشیں نکالی جا چکی ہیں۔

سکالرز نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور

Tuthmesis II (1493-1479B)

سے لے کر

Merneptah (1212-1202 BC)

بیان کیا ہے۔

اکیڈیمک امریکن انسائیکلو پیڈیا

موسیٰ علیہ السلام کا دور 31 صدی ق۔م بیان کرتا ہے اور خروج کا واقعہ 5021 ق۔م میں ہوا۔ تاریخی اور مذہبی شواہد کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش رعمیس II نے کی، اس نے 5 سال تک حکومت کی۔

Valley of the Kings-Tomb of Ramesses II and his sons

Encyclopedia Britannica

قدیم مصر کے 91 خاندان ((BC 1190-1292 کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ جس کا دور حکومت (13BC-1279) مصری تاریخ میں دوسرا لمبا دور تھا۔ Merneptah جو کہ اس کا جانشین تھا ایک جنگجو بادشاہ تھا، صرف چند سال (4-8 سال) حکومت کی۔

Itolt's World History

اہم لوگوں، جگہوں اور واقعات کی ڈکشنری Merneptah کو خروج کا فرعون بتاتی ہے۔

Egypt&Bible

مشہور Egyptologists پیری مونٹیٹ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ منفتاح ہی خروج کا فرعون تھا۔

Hutchison New Century Encyclopedia

بھی اس پر یقین رکھتا ہے کہ منفتاح ہی اس وقت کا فرعون تھا۔

Fatherde Vaus

کی تھیوری کے مطابق حضرت موسیٰؑ کی زندگی کے عرصہ کے دوران صرف ایک ہی فرعون تھا۔

Ancient History of Israel

اور وہ بلاشک وشبہ رعمیس ثانی تھا۔

عیسائیت کے بارے میں مقبول اور مستند فلم ’’The Ten Commandments‘‘ جو کہ 1958ء میں ریلیز ہوئی Yule Bryner کو بطور رعمیس ثانی، خروج کا فرعون کاسٹ کیا گیا۔

رعمیس ثانی کا عہد حکومت مصری کی شاہی طاقت کا آخری عروج کا دور تھا۔ اس کی وفات کے بعد مصر دفاعی حالت اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا لیکن اس نے فلسطین اور ملحقہ علاقوں پر اپنی بالادستی بیسویں خاندان کے آخری دور تک قائم رکھی جہاں تک تاریخ دانوں کا تعلق ہے اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ چاہے خروج کا فرعون رعمیس ثانی ہو یا اس کا بیٹا منفتاح دونوں ہی ظالم تھے اور اسرائیلوں کا استحصال کرتے تھے اور دونوں کے اجسام مل گئے ہیں اور مصر کے عجائب گھر میں نمائش کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جہاں تک قرآنی پیش گوئی کا تعلق ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آیا کہ وہ رعمیس ثانی تھا۔ منفتاح تھا۔ دونوں کے اجسام مل چکے ہیں، طبی طور پر اس کی تصدیق ہو چکی ہے اور قاہرہ کے عجائب خانے میں تمام بنی نوع انسان کے دیکھنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس سے قرآنی پیشگوئی، جو کہ 1500 سال قبل کی گئی کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’یہ امر بنوز حل طلب ہے کہ یہ فرعون رعمیس ثانی تھا یا اور کوئی اور؟ لیکن اس امر میں تو شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ ’’ویلی آف کنگز‘‘ (Valley of Kings) یعنی وادی شاہان مصر سے برآمد ہونے والی ایک ممی اسی فرعون کی ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ٹکر لی تھی۔ لامحالہ اس سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ساری تاریخ عالم کے فیصلے کے خلاف صرف قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہی درست ثابت ہوا: یعنی آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے۔ قرآن کریم کا یہ وہ فیصلہ ہے جس پر تاریخ عالم نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

(حضرت مرزا طاہر احمد، الہام، عقل علم اور سچائی صفحہ 502)

رعمیس ثانی ایک ظالم و جابر فرعون اور خروج کا فرعون

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی تصنیف الہام، عقل، علم اور سچائی میں جو خیالات درج کئے ہیں وہ اس بات کی تائید کرتے ہیں رعمیس ثانی ہی فرعون خروج تھا اور کہ غالباً خروج کے وقت ڈوبنے سے بچ گیا اور کچھ عرصہ بعد تک خراب صحت کے زندہ رہا اور مرنے کے بعد اس کی ممی بنائی گئی۔ اس کی تائید کی بنیاد یہ توجیہات ہیں۔

1۔ وہ مفسرین جو یہ سمجھتے ہیں کہ جب فرعون کو سمندر سے نکالا گیا تو وہ مر چکا تھا ان کے نزدیک یہ رعمیس ثانی کا جانشین منفتاح تھا نہ خود رعمیس۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک کی بجائے دو فراعین کا زمانہ پایا۔ آپؑ کی پیدائش رعمیس ثانی کے دور میں ہوئی اور اسی کے محل میں اس کی ایک خداترس بیوی نے آپ کی پرورش کی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی سب سے چھوٹی بیوی تھی۔

بقیہ صفحہ 12 پر

شمیم احمد منیر

پردہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور اس انسان نے دنیا کو تخلیق کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (البلد:11) کہ ہم نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کو نیکی اور بدی کے دو راستے بتا دیئے ہیں اور فرمایا کہ جو چاہو اختیار کرو۔ اگر تو بدی کی راہ اختیار کرو گے تو شیطان تم پر غالب آجائے گا۔جس کا ٹھکانہ اللہ نے دوزخ تیار کر رکھا ہے اور پھر فرمایا کہ اگر تم نیکی کی راہ اختیار کرو گے یعنی قرب خدا حاصل کرنے کے لیے اگر اطاعت کا درست استعمال کرو گے تو تم خدا کے قرب کو حاصل کر لو گے۔ اور یہی تمہاری زندگی کا واحد مقصد ہے اور جو کوئی بھی نیکی کے راستہ کو اختیار کر کے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے گا تو اسے خدا جنت الفردوس عطا کرے گا اس بدلے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(البقرہ:113)

نہیں نہیں سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ اور ان (لوگوں) پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنا وجود خدا کو سونپ دے اور نیک کام کرنے کے لیے خدا کی طرف تیار ہو جائے۔مطلب یہ کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا کا ہی ہو کر رہ جائے۔

جیسا کہ ہر ایک انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ دنیا کے کاموں میں کھو جاتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں خدا کی صفت رحمانیت جوش میں آ جاتی ہے اور تقاضا کرتی ہے کہ وہ کوئی مصلح اس دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجے چنانچہ اس غرض کے لیے بہت انبیاء آئے اور انہوں نے انسانی قویٰ کو درست جگہوں پر استعمال کرنے کے لیے کچھ قانون بنائے جنہیں ہم شریعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے قوانین کو جب آخری شارع محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب کیا تو ان میں ایک قانون پردہ کے متعلق بھی مرتب کیا۔ پردہ سے مراد یہ ہے کہ تمام مرد اور عورتیں اپنے آپ کو شہوت کے مقام جہاں اس کا نفس کسی غلط راستے پر مائل ہو وہاں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

(النور:31)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ یہاں پر یہ نہیں فرمایا کہ جب ان کے سامنے کوئی عورت آجائے فرمایا محل شہوت پر اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں کیونکہ نفس ہر وقت بدی پر اکساتا رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

(یوسف:54)

نفس امارہ ہمیشہ انسان کو بدی پر اکساتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں

اللہ تعالیٰ عورتوں کے متعلق فرماتا ہے

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

(النور:32)

اس سورۃ میں آیات 31 اور 32 میں پردے کے احکام بیان کئے گئے ہیں کہ اے رسول! تو مومنوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ہی پاکیزگی کا موجب ہوگا جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اس سے بہت باخبر ہے اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو آپ ہی ظاہر ہو جاتی ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں سے گزارا کرو اس کو ڈھانک کر پہنا کرو اور وہ صرف اپنے خاوندوں، اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں اور اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی ہم کفو عورتوں یا جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے ہوں یا ایسے مردوں سے جو ابھی تک جوان نہیں ہوئے یا ایسے بچوں سے جن کو ابھی عورتوں کے تعلقات کا علم نہیں ہوا۔ اپنی زینت ظاہر کریں ان کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔ اور اپنے پاؤں زمین پر اس لیے زور سے نہ ماریں کہ ان کی وہ چیز ظاہر ہو جائے جو وہ زینت سے چھپا رہی ہیں اور اے مومنو سب اللہ کی طرف رجوع کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ ان آیات میں اسلامی پردہ کی تصویر سامنے آ گئی ہے اور بتایا ہے کہ پردہ کس طرح کرنا ممکن ہے اور کس کس سے کرنا چاہیے۔ اسلام سے پہلے یہ تعلیم نامکمل تھی لیکن اسلام نے کام یہ کیا ہے کہ پچھلی تمام کتابوں کی سچائی اکٹھی کر دی ہے اور ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

(المائدہ:4)

یعنی اسلام مکمل ہوگیا ہے۔ پہلے مذاہب نامکمل تھے اور ان کی تعلیم ناقص تھی جیسا کہ انجیل میں پردہ کے بارے میں آتا ہے کہ صرف بد نظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورت کو نہ دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال ہے اور قرآن کہتا ہے کہ نہ بد نظری سے دیکھو اور نہ نیک نظری سے دیکھو کیونکہ یہ ٹھوکروں کی جگہ ہے کہ نامحرم کے بارے میں تیری آنکھ خوابیدہ ہو تجھے اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو۔

اسلام نے ان کافروں سے سختی سے منع کیا ہے اور پھر کل سے منع کیا ہے جس سے گناہ کی ابتداء ہوسکتی ہے چنانچہ آنحضورؐ نے اپنے گھر میں پردہ پر سختی سے عمل کروایا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن ایک اندھا فقیر آنحضورؐ کے گھر مانگنے کے لیے آیا تو آنحضورؐ کی ایک زوجہ بھی کھڑی تھیں اور انہوں نے پردہ نہ کیا تھا آنحضورؐ نے سختی سے فرمایا پردہ کیوں نہیں کرتیں تو آپ کی زوجہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو اندھا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا آپ تو دیکھ رہی ہیں۔ ان باتوں سے پردہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے تا کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں۔ ان بد نتائج سے روکنے کے لیے شارع نے وہ باتیں کرنے کی اجازت نہیں دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے مواقع پر فرمایا اس طرح نامحرم عورتیں اور مرد جمع ہوں تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے اس لیے نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے سے بھی منع فرمایا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’جو شخص آزادی سے نامحرم عورتوں کو دیکھتا ہے آخر ایک دن بدنیتی سے بھی دیکھے گا کیونکہ نفس کے جذبات ہر ایک طبیعت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں‘‘

(نور القرآن)

اگر یہ احکام نافذ نہ کئے جاتے تو وہی انجام ہوتا جو آجکل یورپ کا ہو رہا ہے۔ کسی ماں اور بہن میں تمیز نہیں ہوتی اور وہ کتوں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی بیہودہ تعلیمات کا نتیجہ ہے جو بائبل ان کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اسلامی زندگی ہی پاکیزہ زندگی ہے اور یہی پاکیزہ تعلیم ہے کہ مرد اور عورت کو الگ الگ کر کے ٹھوکر سے بچایا ہے اور یہ زندگی تلخ اور حرام نہیں ہے (جیسے کہ بعض یورپین سمجھتے ہیں) جس کے باعث آئے دن کی خانہ جنگیں خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی گزارنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورتوں کو دی گئی ہے۔

اسلام کا عورت کو پردہ میں رکھنا۔ قید کرنا مراد نہیں بلکہ یہ اس کے لیے ایک طرح کا امن ہے اور روحانی زندگی اور آزادی ہے۔ عورت اس پردہ میں رہ کر عبودیت کے اصل مقصد کو حاصل کرسکتی ہے۔ ورنہ نہیں مثلاً اگر مکئی کا بھٹہ بغیر پردہ کے ہوتا تو اس پر کئی حملے ہوتے اور وہ اپنی اصل حالت میں اپنے مالک کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ اس پر دھوپ اور سردی کے اثرات اثر انداز ہوتے اور پھر اس کوؤں کو بھی جوش آتا اور اس بھٹہ کی اصل حالت بدل جاتی۔ ایسی مثال کو پردہ کی اہمیت پر چسپاں کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آج دنیا میں جس قدر اقوام ہیں ان میں سے امت مسلمہ ہی ایسی قوم ہے جو پردہ کی وجہ سے بدکاری اور بے حیائی سے دوسری اقوام کی نسبت بھی بچی ہوئی ہے۔

پردہ ویسے بھی عورت کی زینت ہوتا ہے اور زینت اگر پردہ کے اندر ہو تو وہ پاکیزہ ہوتی ہے بہ نسبت پردہ کے باہر ہونے کے۔ آج کی دنیا میں بڑھتی ہوئی بدکاری اور بے حیائی کو اگر یہ دنیا روکنا چاہتی ہے تو اسلامی احکام پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

رپورٹ: مرزا فرحان احمد بیگ۔ نمائندہ الفضل آن لائن بینن

افتتاح مسجد دام واگوں ریجن پورٹونووو

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ بینن کے پورٹونوو ریجن کی ایک جماعت Dame-wogon کو ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر مکمل کرکے اس کی افتتاحی تقریب کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس تقریب میں مکرم میاں قمر احمد امیر صاحب بینن، ریجن پورتونووو کے احمدی احباب کے ساتھ ساتھ علاقے کی مذہبی سیاسی اور دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے باثر افراد نے شرکت کی۔

دو بڑے سبز میناروں والی اس سبز سفید مسجد کا سنگ بنیاد 2 فروری 2021 کو رکھا گیا۔ جس میں بہت سے افراد جماعت شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جون میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

مسجد کے افتتاح کے لئے 10/ دسمبر 2021 جمعہ کا روز منتخب کیا گیا۔ اس بابرکت تقریب کا آغاز تلاوت قران سے ہوا اس کے بعد ایک مقامی خادم نے اردو زبان میں نہایت ہی پرسوز انداز میں حضرت مصلح موعودؓ کا منظورم کلام ’’ہے دست قبلہ نما‘‘ پڑھا جس پر سب احباب جماعت نے ایک ساتھ ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘ کا ورد کیا۔

بعد ازاں علاقے کی شخصیات نے جماعت کی انسانی خدمات کو سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔ اس کے بعد مسجد کی تعمیر پر احباب جماعت کو مبارکباد پیش کی اور دعائیں دیں۔

پروٹیسٹنٹ چرچ کے پادری صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خدا کا گھر عبادت کیلئے ہوتا ہے جس کی جزا خدا دیتا ہے اور جماعت احمدیہ کے کام انسانیت کے لئے بغیر رنگ و نسل ہوتے ہیں۔

وودوں (Voudoun) مذہب کے نمائندہ نے مسجد کے طرزِ تعمیر کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مسجد کی خوبصورتی ہمیں اسلام کی طرف مائل کرتی ہے۔

علاقے کے سابقہ میئر نے جماعت کی تعریف کی اور اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر مجھے نماز آتی ہوتی تو میں آپ کے ساتھ نماز ضرور پڑھتا۔

اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وِرد کرتے ہوئے سب شاملین مسجد

کے پاس پہنچے اور محترم میاں قمراحمد امیر جماعت بینن نے علاقے کے معززین کے ساتھ فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح کیا اور دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے تمام حاضرین مسجد میں داخل ہوئے۔ اذان کے بعد امیر صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی، انہوں نے خطبہ میں مسجد کا تقدس، نماز سے حضور ﷺ کی محبت اور دیگر امور پر نصائح کیں۔

بعد از جمعہ سب احباب کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا جو لجنہ اماء اللہ نے بہت محبت سے تیار کیا تھا۔ اس پروگرام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے 150 سے زائد افراد نے شرکت کی۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے احمدیوں کو ہمیشہ مسجد کو آباد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی دعا

رَبِّ کُلُّ شَیءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

(تذکرہ:363، ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بانی سلسلہ احمدیہ کی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی جامع دعا ہے۔

آپؑ نے فرمایا

میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسمِ اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔

(تذکرہ:363۔ 364، ایڈیشن چہارم)

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (آج کل کے حالات کے پیش نظر) احمدیوں اور پوری دنیا کے لئے مسلسل دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 دسمبر 2021 میں فرماتے ہیں

آج مَیں افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں، بہت تکلیف میں گزر رہے ہیں، بعض گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں۔ عورتیں، بچے بڑے پریشان ہیں گھروں میں اپنے۔ جو باہر ہیں مرد، جو گرفتار نہیں ہوئے وہ بھی بے گھر ہوئے ہوئے ہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ گرفتاریاں نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور اُن کو اِس مشکل سے نکالے۔ پھر پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں وہاں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے، اور لوگ احمدیوں کو تکلیفیں دے رہے ہیں۔ اِسی طرح مجموعی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو پہچاننے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر شر کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 دسمبر 2021ء)

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے
تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

(درثمین۔ از نظم شان اسلام)

مرسلہ: مریم رحمٰن

کاشف احمد

سوشل میڈیا ہماری سماجی دوری کا سبب ہے

معاشرتی وسماجی حیوانوں، یعنی انسانوں میں دوری کی وجہ دراصل سوشل میڈیا ہے۔ وہ وقت کب کا گزر چکا جب سارا خاندان کھانے کی میز پر اکٹھے بیٹھا آپس میں خوش گپیوں میں مشغول نظر آتا تھا۔

آج کے دور میں تو آپ کو ریستوران میں لوگ تو نظر آرہے ہوتے ہیں مگر زیادہ تر اپنے اپنے فون، ٹیبلٹ یا لیپ ٹاپ کی سکرینوں پر محو، آپس میں کوئی بات نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ ویٹرز بھی موقع ہو تو اپنا فون نکال کر ٹیکسٹ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

گھروں میں بچے ویڈیو گیمز یا پھر یوٹیوب پر اپنا پسندیدہ پروگرام دیکھنے میں مگن رہتے ہیں اور بڑے ویب سائٹس اور ای میل دیکھنے میں مشغول۔ کوئی آپس میں بات نہیں کرتا جیسے کبھی گھنٹوں یونہی گپ شپ میں لگا رہنا بھی ایک مرغوب مشغلہ ہوتا تھا۔ میں نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ دو لوگ ایک ہی میز پر ریستوران میں آمنے سامنے بیٹھے اپنے اپنے فون پر گیمز کھیل رہے ہیں کھانے کے انتظار میں اور آپس میں کوئی بات نہیں ہو رہی۔

ایک مشہور مارکیٹنگ اور ایڈورٹائزنگ اسپیشلسٹ نے بتایا کہ وہ ایک آن لائن کانفرنس میں شریک تھے مگر افسوس کہ اس میں کسی کو بھی ان سے بات کرنے میں دلچسپی نہیں تھے۔ یہ سب صرف اپنے سوشل میڈیا رابطے میں اضافہ چاہتے تھے۔ براہ راست تعلق پیدا کرنے میں بالکل دلچسپی نہیں تھی۔ یعنی انسانی رشتہ اور تعلقات کوئی نہیں چاہتا تھا۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سوشل میڈیا اصلی انسانی رشتوں کی جگہ لے سکتا ہے؟ کیا آپ سوشل میڈیا پر کسی کا ہاتھ تھام کر اس کی دلجوئی کر سکتے ہیں یا گلے لگا سکتے ہیں اور کیا وہ احساس اور جذبات جو کسی کے چہرے اور آنکھوں سے عیاں ہوتے ہیں یا حرکات وسکنات ظاہر کرتی ہیں وہ سوشل میڈیا دکھا سکتا ہے؟

مصنوعی ذہانت انسانیت، جذبات، محسوسات معاشرتی قدروں اور اخلاقیات کی جگہ نہیں لے سکتی مگر انہیں تباہ ضرور کر رہی ہے اور اس کے نتیجے میں انسانی تعلقات اور رشتے برباد ہو رہے ہیں۔

کیا آپ کے خیال میں ٹیکنالوجی دنیا میں بہتری لا رہی ہے یا پھر غیر انسانی رویوں اور بےحسی کو فروغ دے رہی ہے؟

یا پھر دراصل اسے بنایا ہی اس لئے گیا تھا کہ سماجی تعلقات کے فروغ کے بہانے ہم سب پر گہری نظر رکھی جا سکے، ہماری سوچوں کا دھارا اپنے حق میں موڑ کر ہمیں ہراساں، کمزور اور لالچی بنایا جا سکے تا کہ ہم ایک اچھا خریدار بنے رہیں جو ہر وقت پیسے اور طاقت کی دوڑ میں بھاگتا رہے۔

سوشل میڈیا مینیجر یا آپکا کوئی آن لائن اسٹور ہے جہاں ہر لمحے کچھ نہ کچھ ہو رہا ہوتا ہے تو یہ ایک کاروباری ذمہ داری ہے لیکن اگر ایسی کسی ضرورت کے بغیر آپ وہاں پھنس کر رہ گئے تو آپ اپنی تعلیم، اپنا روزگار اور اپنے تعلقات تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ہر ایک چیز خصوصاً سوشل میڈیا کو اتنا ہی وقت دینے کی ضرورت ہے جتنی انکی اہمیت ہے۔ فیس بک اور دیگر سوشل میڈیا کمپنیز تو چاہیں گی زیادہ سے زیادہ لوگ انکی ویب سائٹ پر رہیں اور آپکے وہاں ہونے ہی کو وہ سیل کرتی ہیں اور اس سے پیسہ کماتی ہیں مگر آپ اگر اس سے پیسہ نہیں کما رہے اور اپنے کاروبار کا نقصان کر رہے ہیں تو یہ تشویشناک بات ہے۔ کسی بھی چیز کی ایسے عادت جو آپکو اس طرح وقت برباد کروانے پر مجبور کرے دراصل ایک نشہ ہی ہوتا ہے۔ یہ نشہ ایک خاص طرح کے ہارمون کے اخراج سے ہوتا ہے جسے ڈوپامین کا نام دیا گیا ہے اور یہ ہارمون وہی ہے جو کسی بھی خطرناک نشے جیسے شراب، چرس، ہیروئن اور دیگر ایسے نشوں کی صورت میں ہمارے دماغ میں خارج ہو کر نشے کی حالت پیدا کرتا ہے۔

اگر ایک وقت میں پاکستان سے ہی بیس لاکھ لوگ فیس بک پر ہیں یا موبائل سے لاگ ان ہیں تو فیس بک یہ بیس لاکھ نگاہیں ہی فروخت کر رہی ہے۔ ان لوگوں کو جو فیس بک پر اشتہار دینا چاہتے ہیں کہ، ان بیس لاکھ لوگوں کو آپکا اشتہار نظر آنے کے لیے فیس بک زیادہ رقم مانگتی ہے اور اور اسی بیس لاکھ کے مختلف سیگمنٹ کو الگ الگ فروخت کرتی ہے، کسی کو فلاں شہر سے لاگ ان، ایسے حضرات کی توجہ اور نگاہیں درکار ہیں جو بیس سے تیس سال کے ہیں اور کوئی اسپورٹس کھیلتے ہیں تا کہ وہ جوتوں کے اشتہار انکو دکھا سکیں اور کسی کو کسی اور بڑے شہر کی لڑکیوں کی نگاہوں کی خریداری کرنی ہے کہ انکو شیمپو یا چاکلیٹ کے اشتہار دکھائے جائیں۔

فیس بک ہر ممکن کوشش کرے گا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فیس بک پر نہ صرف لائے بلکہ ہر وقت رہنے پر مجبور کرے مگر آپکو فیصلہ کرنا ہے کہ آپکے لیے کیا اہم ہے؟

آپکے لیے اہم ہے آپکی صحت، آپ کا کاروبار، آپ کا لوگوں سے ملنا جلنا، فیملی سے باتیں کرنا، انکے ساتھ وقت گزارنا، مگر آپ یہ کیسے کر سکتے ہیں اگر دن کے دس گھنٹے سوشل میڈیا پر لگا رہے ہیں تو؟

اس چنگل سے نکلنے کا راستہ

کیا کیا جائے عادت سی ہوگئی ہے؟ کیسے نکلوں اس چنگل سے؟

اگر آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ باہر نکلنا ہے، صحت مند زندگی گزارنی ہے تو اس سے نکلنے کے بہت سے راستے مل سکتے ہیں جن پر چل کر آپ دوبارہ ایک صحت مند زندگی میں واپس آسکتے ہیں۔

*پہلے مرحلے میں اپنے موبائل پر جاکر نوٹفیکیشن کو بند کر دیں کہ یہ آپکو بار بار سوشل میڈیا پر نہ بلائے۔

سوچ لیں کہ میں جب بھی اکاونٹ پر لاگ ان کرونگا تو دس منٹ یا پانچ منٹ کے بعد استعمال روک دونگا، چاہے آپ اسکے لیے اسٹاپ واچ ہی کیوں نہ استعمال کرنا پڑے مگر وقت کا تعین کر کے ہی یہ استعمال کریں۔

*اگر سوشل میڈیا کی بیماری کا مستقل علاج کرنا ہی ہے تو کوئی نئی ہابی تلاش کریں جس میں آپکو لطف آئے اور جس میں وقت لگا کر آپ فرحت محسوس کریں، نئی مصروفیت اپنا کر آپ اسکے بارے میں زیادہ سوچیں گے بجائے بار بار سوشل میڈیا پر آنے کے، کوئی دلچسپ پروجکٹ کا سوچیں، ہوسکے تو کچھ دوستوں کو بھی اس میں شامل کر لیں تا کہ آپ بھرپور طریقے سے اسکو اپنا سکیں۔

*سب کچھ بھلا کر زندگی کے لحات کو اور خوبصورت بنائیں، اپنے پیاروں کے ساتھ وقت گزاریں، پرانی باتیں کریں، ساتھ گھومیں پھریں اور ہر چیز کو ریکارڈ کا حصہ بنانے کے لیے سلفی لینے سے پرہیز کریں۔ زندگی کا مزہ لیں اور سب کچھ کسی سے شیر کرنے کے خیال سے دور رہکر کریں۔

*دوستوں کو پیغام دیں کہ آپ کچھ دنوں کے لیے سوشل میڈیا سے چھٹیوں پر جارہے ہیں اگر انہیں آپ سے رابطہ کرنا ہو تو وہ آپکو فون کر لیں یا ملاقات کر لیں – دیکھیے کہ آپ یہ تعطیلات کتنی لمبی کر سکتے ہیں اور کبھی کبھار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے تعطیلات بہترین کام کرتی ہیں۔

*چھٹیوں کے دنوں میں فون کم سے کم یا بالکل بند کر دیں اور جی کر دیکھیں اپنی اس بیماری کے بغیر، اگر آپ اسکے بغیر رہ سکتے ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ آپ اس نشے سے دور ہیں۔

*کچھ لوگوں نے یہ طریقہ آزمایا کہ موبائل فون سے سوشل میڈیا استعمال نہ کرنے کا فیصلہ کیا، فیس بک کو موبائل سے مستقل طور پر لاگ آف کر لیا اور کچھ نے مستقل ایپلیکیشن ہی ریموو کر دیا اور صرف ڈیسکٹاپ سے ہی استعمال کرنا شروع کیا اس سے وہ ہر جگہ اور ہر وقت استعمال کرنے سے بچ گئے اور اپنا وقت دیگر کاموں میں لگانے لگے۔

*مشغلوں میں سب سے بہتر مشغلہ جماعت کی خدمت ہے۔ اگر سیر کا شوق ہو تو دوستوں کو ساتھ لے کر جماعتی دورہ جات کریں۔ لاتعلق یا کم تعلق رکھنے والوں سے ملیں انکو دوست بنائیں اور جماعتی پروگراموں میں شمولیت پر راغب کریں۔

اس طرح نہ صرف آپکو بہتر مصروفیت ملے گی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فضل اور کرم حاصل ہوگا جس سے آپ کو نقصان دہ عادات سے الگ ہونے میں آسانی ہوگی۔

اسامہ عمر جوئیہ۔ مایوٹ

مایوٹ آئی لینڈ میں پہلا ہیومینیٹی فرسٹ اسکول

مایوٹ جزیرہ کو تمام فرانسیسی محکموں میں غریب ترین سمجھا جاتا ہے۔ جہاں اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد 6000 سے زائد ہے۔اسی ضرورت کے پیش نظر احمد یہ مسلم جماعت مایوٹ آئی لینڈ نے بچوں کے لیے ایک اسکول قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا آغاز حضور انور کی اجازت سے کیا گیا ہے۔

اس وقت ہمارے اسکول میں تقریباً 70 بچے پرائمری تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں 40 لڑکے اور 30 لڑکیاں شامل ہیں۔اس سال حضور انور کی اجازت اور ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے تعاون سے ایک اور کلاس روم بنایا گیا ہے جہاں زیادہ سے زیادہ بچے تعلیم کی نعمت سے مستفید ہوسکیں گے۔

اس تعلیمی ادارے کا مقصد بچوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اچھی تعلیم حاصل کرسکیں اور قوم اور معاشرے کا کارآمد اثاثہ بنیں۔

اس تعلیمی ادارے میں دنیاوی تعلیم کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

ابتداء میں یہ دیکھا گیا تھا کہ بچوں میں بہت سی بنیادی غلطیاں پائی جاتی ہیں جن میں فرض نماز کے بعد سنتیں ادا کرنا شامل نہیں تھا۔ایک اور چیز جو بڑے بچوں میں نظر آتی تھی وہ یہ تھی کہ وہ نماز پڑھتے ہیں لیکن نماز کے معنی نہیں جانتے تھے۔ایسے بچوں کے لیے خاص طور پر ایک پروگرام بنایا گیا جہاں انہیں سب سے پہلے نماز کا ترجمہ سکھایا جارہا ہے۔

ایڈیٹر کے نام خط

- مکرم مبشر احمد تحریر کرتے ہیں۔

الفضل آن لائن شاندار اور لاجواب مضامین سے پر ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی علوم کے حصول میں لاجواب ہے۔ تمام لکھنے والوں اور انتظامی امور سرانجام دینے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ چند تجاویز ہیں، جو میرے جیسے کمزور علم والے کیلئے تقویت کا باعث ہو گی۔

1۔ کسی بھی مضمون میں شامل آیات قرآنی کا ترجمہ بریکٹ میں لکھ دیا جائے تاکہ مضمون سے پورا لطف اٹھایا جاسکے۔

2۔ اسی طرح فارسی شعر یا تحریر کا بھی ترجمہ لکھا جائے۔

3۔ قرآنی آیات اور احادیث کے علاوہ تمام نام اور استعاروں کیلئے اردو رسم الخط استعمال کیا جائے۔

(نوٹ از ایڈیٹر: جزاکم اللہ تعالیٰ اخبار کا رسم الخط اور دیگر امور قارئین کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سوچ بچار کے بعد طے پائے ہیں۔ اور دنیا بھر سے مضامین کی کمپوزنگ اسی پیٹرن پر ہو کر آتی ہے اور ادارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر عربی و فارسی عبارت کا ترجمہ ساتھ دیا جائے تاہم آئندہ اس کا خیال رکھا جائے گا۔ کان اللّٰہ معکم)

خلیفۃ المسیح کی دعاؤں سے معجزانہ رنگ میں قرض اتر گیا

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ ''حیات قدسی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

میں نے قادیان میں اپنا ایک مکان بنوایا اور مکان بنوانے کے لئے بعض احباب سے قرض لیا تو میں پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ یہ قرض جلد اتر جائے۔چنانچہ میں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت سے قرض کی ادائیگی کی بابت دعا شروع کی جب دعا کرتے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوا اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔**اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے**۔اس کے بعد جلد معجزانہ رنگ میں یہ قرض اتر گیا۔

(ماخوذ از:حیات قدسی صفحہ 268۔269)

(مرسلہ: رانا مشہود احمد۔ لندن)

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے

رمضان کا مبارک و مقدس مہینہ رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن کرنے والا ہے۔ ادارہ کا پروگرام ہے کہ اس بابرکت مہینہ میں روزانہ ہی رمضان کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو قارئین کے سامنے آشکار کیا جائے تاوہ رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوسکیں۔

لہٰذا تمام مضمون نگاروں اور شعراء سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تحریریں اور مضامین ومنظوم کلام

Info@alfazlonline.org

پر بھجوانے کا آغاز کردیں۔ کان اللّٰہ معکم

(ایڈیٹر)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: قرآن کریم کی ایک عظیم پیشگوئی...... از صفحہ 6

چونکہ اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی لہٰذا اس کی حضرت موسیٰؑ کو متبنّٰی بنانے کی خواہش ناقابل فہم نہیں ہے۔ اگر اس نقطۂ نظر کو تسلیم کر لیا جائے تو رعمسیس ثانی کی وفات کے بعد جب منفتاح تخت نشین ہو چکا تھا، حضرت موسیٰؑ مدین سے اس وقت مصر واپس تشریف لائے ہوں گے۔ یہ لوگ اپنی تائید میں بائبل کا یہ حوالہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین کی طرف اپنی جلاوطنی کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر مل چکی تھی کہ وہ فرعون جس کے عہد میں آپؑ کے ہاتھوں ایک شخص قتل ہوا تھا، مر چکا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ بات منطقی اور قابل قبول معلوم ہوتی ہے لیکن ایک بادشاہ کی وفات سے کوئی شخص اپنے جرم سے بری الذمہ نہیں ہو جاتا اور اس میں کوئی منطق نہیں ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خوف کو دور کرنے کے لئے فرعون کی موت کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ اس کے برعکس انہیں یہ بتایا گیا کہ وہ ہرگز خوف نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے بھائی کی حفاظت فرمائے گا۔ یہ توجیہہ کہیں زیادہ معقول نظر آتی ہے۔

3۔ مزید برآں مسئلہ یہ ہے کہ رعمسیس ثانی کی ممی کی حالت کے متعلق ماہرین آثار قدیمہ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے نوے سال عمر پائی اور اپنی زندگی کے آخری تیس سال انتہائی نقاہت، کمزوری اور غالباً شریانوں کے سکڑنے کی امراض کے باعث بستر علالت پر گزارے۔ عین ممکن ہے کہ اس کی یہ حالت اس کے ڈوب کر مرنے کے قریب پہنچ جانے کے بعد ایک بلاواسطہ نتیجہ کے طور پر ہوئی ہو جس کی وجہ سے اس کا دماغ آکسیجن کی مناسب مقدار مل نہ سکنے کی وجہ سے مستقلاً مفلوج ہو گیا ہو۔

4۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین کی طرف ہجرت اور وہاں کا عرصہ قیام آٹھ سے دس سال تک بنتا ہے جس کے اختتام پر رعمسیس ثانی کی عمر چالیس سے پچاس سال سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا بائبل کا یہ بیان ناقابل قبول ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف فرعون کی موت کا انتظار کر رہا تھا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بطور نبی مبعوث فرما کر مصر واپس جانے کا حکم دے۔ ضمناً قرآن کریم یہ ذکر بھی کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس فرعون کے پاس واپس گئے اس نے آپؑ پر قتل کا الزام تو ضرور لگایا لیکن بوجہ ان معجزوں کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے وہ آپؑ کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے سے باز رہا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ کا سزا سے بچ جانا کسی ایک فرعون کی موت اور دوسرے کی تخت نشینی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

5۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مصر میں واپسی کے بعد کی زندگی کو قرآن کریم اور بائبل دونوں نے بے حد مصروف قرار دیا ہے اور فرعون کے ساتھ ان کا مقابلہ کم و بیش دس سال پر محیط دکھائی دیتا ہے کیونکہ بیان کردہ معجزات تمام کے تمام ایک یا دو سال کی محدود مدت میں سمیٹے نہیں جاسکتے۔ اس کے برعکس مؤرخین کے اندازہ کے مطابق تاجپوشی سے وفات تک منفتاح کا سارا عہد حکومت آٹھ سال یا اس سے بھی کم مدت پر مشتمل ہے۔

6۔ مزید برآں تاریخ بتاتی ہے کہ منفتاح ایک جنگجو بادشاہ تھا جو کئی سال فلسطینیوں پر مسلسل حملے کرتا رہا۔ جبکہ قرآن کریم اور بائبل دونوں ہی فرعون موسیٰ کے اسرائیل پر ایسے حملوں کے بارہ میں مکمل طور پر خاموش ہیں کہ یہ خروج رعمسیس ثانی کے دور میں ہوا یا منفتاح کے دور میں۔

جب تک دونوں ممیاں محفوظ ہیں، دونوں ہی ہمیشہ کے لئے قرآنی پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کرتے رہیں گے ناموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(حضرت مرزا طاہر احمد، الہام، عقل علم اور سچائی صفحہ 504-505)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سوشل میڈیا، غیبت، نمود و نمائش

آج کل سوشل میڈیا ایک دوسرے کی غیبت اور اپنی نمود و نمائش کے اظہار کا ایک آسان ذریعہ بن چکا ہے۔ مختلف واٹس ایپ گروپس اور ٹویٹر و انسٹاگرام وغیرہ کے پلیٹ فارم ان مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوئے کئی لوگ اپنی روز مرہ زندگی کی جھوٹی، سچی تصاویر اور اسٹیٹس لگا کر سمجھتے ہیں کہ دنیا کو امپریس کر لیا ہے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ اسی طرح گھر بیٹھے ان ذرائع کو اختیار کرتے ہوئے ایک دوسرے کی غیبت کرنا اور مذاق اڑانا بھی عام بات ہے۔ غیبت ایک مکروہ ترین عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اس کی وجہ سے کئی لوگوں میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر سربراہ خانہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کی طرف گھر والوں کی توجہ مبذول کروائے اور اسلام کی تعلیم پر پہلے خود عمل کرے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

21 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:41	18:03
مدینہ منورہ	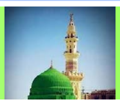	05:45	17:59
قادیان		06:02	17:52
ربوہ		05:42	17:32
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:25	16:34

فقہی کارنر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے خاص اذن سے ایک مرتبہ آٹھ نو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ ان روزوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو، وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمر ان کی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جن کے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں۔ ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنی نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے اور دین العجائز اختیار رکھے۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعت غراء اسلام سے منافی نہ ہو تو اس کو بجا لانا ضروری ہے لیکن آج کل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 199 - 200 حاشیہ)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یو کے)